بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd No. L. 5254

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۵ اگست (بذریعہ ڈاک) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ربوہ سے آمدہ اطلاعات حسب ذیل ہیں۔

۱۱ اگست "طبیعت خراب ہے کل سے اسہال آرہے ہیں" ۱۳ اگست "ابھی درد ہے" ۱۴ اگست "بائیں طرف درد ہے طبیعت خراب ہے" ۱۵ اگست "اسہال آتے ہیں اور بے خوابی ہے" احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

ربوہ میں "یوم استقلال" کی تقریب نہایت اہتمام سے منائی گئی

مسجدوں میں خصوصی دعائیں۔ پبلک جلسہ تقسیم طعام اور چراغاں

ربوہ ۱۵ اگست (بذریعہ تار) کل ربوہ میں یوم استقلال کی تقریب پورے جوش و خروش سے منائی گئی۔ پاکستان کے لئے مسجدوں میں خصوصی دعاؤں اور غرباء کو کھانا کھلانے کے علاوہ بچوں اور مسافروں کو مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ رات کو ربوہ کی آبادی اور ملحقہ پہاڑیوں پر چراغاں کیا گیا۔ (نامہ نگار)

مفصل خبر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں مطالعہ فرمائیں۔

فرقہ پرستی کے نام پر لاقانونیت کو ہوا دینے والے اور اخباروں کے ذریعہ جھوٹی خبریں پھیلانے والے قوم و ملک کے دشمن ہیں

میں ایسے لوگوں سے کہوں گا لاتفسدوا فی الارض کی آیت یاد رکھو اور جولانی طبع کی خاطر پاکستان کو خطرہ میں نہ ڈالو

اگر قائد اعظم کے ذریعہ قائم ہونیوالے اتحاد کی رسی ہاتھوں سے چھوٹ گئی تو پھر پاکستان کا قائم رہنا مشکل ہے

یوم استقلال کے موقعہ پر کراچی کے جلسہ عام میں قوم سے الحاج خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کا ولولہ انگیز خطاب

کراچی ۱۵ اگست۔ کل شام یوم استقلال کے موقعہ پر جہانگیر پارک کے عظیم الشان پبلک جلسہ میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین نے فرقہ پرستی کے نام پر لاقانونیت کو ہوا دینے والوں اور اخباروں کے ذریعہ جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کی پرزور مذمت کرتے ہوئے تمام محب وطن پاکستانیوں سے اپیل کی کہ وہ جب کبھی ایسی باتیں سنیں تو نہایت سختی سے انکی تردید کریں۔ اور ایسی باتیں کرنے والوں کو خواہ وہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں ملک و قوم کا دشمن سمجھیں۔ آپ نے فرمایا پاکستان کے مفاد کو ہر حال مقدم رکھنے سے ہی بے اطمینانی اور نفاق پھیلانے والوں کے منصوبے خاک میں ملائے جا سکتے ہیں۔ دوران تقریر میں آپ نے اتحاد و اتفاق کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے متنبہ فرمایا کہ اگر قائد اعظم کے ہاتھوں قائم ہونے والے اتحاد میں ذرا بھی رخنہ پڑا تو پاکستان کے وجود کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا

تقریر کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

آج کے دن ہم پر واجب ہے کہ ہم خداوند تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں آزادی جیسی گراں قدر نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اور گزشتہ پانچ سال میں ہر ہر قدم پر ہماری دستگیری اور اعانت فرمائی جس کی بدولت ہم اس قابل ہوئے کہ تمام دشواریوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں۔ وہ دشواریاں اتنی مہیب تھیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک ہمارے وجود کو ختم کرنے کا موجب ہو سکتی تھی۔ مگر یہ تائید ایزدی ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ نہ صرف ہم اپنی آزادی کو قائم رکھ سکے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ کہ ہم اس گراں قدر نعمت کی قدر پہچانیں اور اسے رائیگاں نہ جانے دیں۔

دنیائے اسلام کی آرزوؤں کا مرکز

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا آزادی کا حصول مشکل ضرور ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ مشکل یہ امر ہے کہ آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ میں اس موقعہ پر آپ کو شہید ملت خان لیاقت علی خان مرحوم کے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ جو انہوں نے گزشتہ سال اسی مقام پر ارشاد فرمائے تھے۔ انہوں نے کہا تھا "میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس محبت اور اعتماد کا حق کس طرح ادا کروں جو قوم نے مجھ پر کیا ہے۔ میرے پاس دولت نہیں جائداد نہیں۔ اور میں اس محرومی پر خوش ہوں۔ کیونکہ یہ چیزیں بعض اوقات کمزوری ایمان کا باعث ہو جاتی ہیں۔ میرے پاس صرف میری زندگی ہے جسے میں پہلے ہی قوم کی نذر کر چکا ہوں۔ اس لئے یہی وعدہ کر سکتا ہوں کہ اگر پاکستان کے دفاع اور اس کی سالمیت کی خاطر قوم کو خون بہانا پڑا۔ تو لیاقت کا خون بھی ان کے خون کے ساتھ ملکر بہے گا" (نعرے) یہ حضرات! قائد اعظم اور ان کے دست راست لیاقت علی خان نے تو پاکستان کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستان کی سالمیت کی حفاظت اپنی جانوں سے کریں یاد رکھیے یہ پاکستان مدت کی غلامی کے بعد حاصل ہوا ہے اس کی خاطر ہم میں سے ہزاروں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ یہ کروڑوں مسلمانوں کے خواب کی تعبیر اور دنیائے اسلام کی آرزوؤں کا مرکز ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت میں اگر ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی کام آجائے تو کچھ گراں نہیں (نعرے)

قومی زندگی کا بنیادی اصول

الحاج خواجہ ناظم الدین نے ولولہ انگیز پیرائے میں خطاب جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا۔ میں اس مبارک تقریب پر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیے ہم سب ملکر اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو صحیح طور پر محسوس کیا ہے یا نہیں کہیں ہم نے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی ایسا رویہ تو اختیار نہیں کیا۔ جو مملکت کی بنیادوں کو کمزور کرنے والا آزادی کی عمارت کو نقصان پہنچانے والا اور اس کے وجود پر ضرب کاری لگانے والا ہو۔ قائد اعظم نے ہماری قومی زندگی کا ایک اصول مقرر فرمایا تھا۔ وہ اصول ان تین الفاظ پر مشتمل ہے۔ یقین۔ نظم اور اتحاد۔ یہی اصول میں ملت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیے یقین نظم اور اتحاد کو اگر ہم نے فراموش کر دیا ہے۔ تو پھر ہماری نجات کا کوئی ذریعہ باقی نہیں ہے۔ اسی سے ہماری بقا ممکن ہے۔ اسی سے ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ اسی سے پاکستان نے ترقی کی۔ اور اسی سے پاکستان زندہ رہ سکتا ہے ان تین الفاظ میں حقیقتاً ملت اسلامیہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

آج ہفتہ کا دن ہے

پہلا سودا خدا تعالیٰ کے نام پر کریں اور اس کا منافع بیرونی مساجد کی تعمیر کے لئے ادا فرمائیں!

ہمارے سیاسی اتحاد کا زبردست دشمن، فرقہ پرستی ہے

لاہور ۱۳ اگست۔ میاں ممتاز دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پاکستان کی پانچویں سالگرہ کے موقعہ پر آج ایک پیغام میں تلقین کی ہے کہ ہمیں اپنی تمام مساعی پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے وقف کر دینی چاہئیں اور فرقہ پرستی اور صوبائی عصبیت سے بچنا چاہئیے۔ کیونکہ یہی ہمارے اتحاد کے لئے سب سے بڑے دشمن اور ہمارے دشمنوں کے سب سے مہلک ہتھیار ہیں۔

میاں ممتاز دولتانہ نے بیان میں کہا ہے کہ ماضی میں ہم نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں ان پر نازاں ہو کر ہمیں آئندہ سہل انگار نہیں بن جانا چاہئیے۔ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔

"مشکلات کو نظر انداز کرنے اور خوابوں کی دنیا میں رہنے اور قربانیوں سے پہلو تہی کرنے سے ہمارے مقصد کی تکمیل نہیں ہوگی۔"

آپ نے فرمایا کہ "ہمیں اپنے آپ کو عزم بالجزم اور ثابت قدمی سے اپنی تمام مساعی تعمیری کاموں میں وقف کر دینے کے لئے تیار کرنا چاہئیے۔

جمہوریت کے تقاضے

"ہم نے بڑی ہوشمندی سے جمہوریت کے طور طریقوں کو اپنایا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جمہوریت میں ایک سخت نظم اور ڈسپلن کی ضرورت ہوتی ہے جس میں انسان کی بہترین صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں۔ جمہوریت میں نہ تو شورش انگیزی کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی اسمیں بے لگام طوائف الملوکی کا گذر ہے۔ اس میں حب الوطنی کا جذبہ بدرجہ اتم درکار ہے۔ اس میں معاملہ فہمی کے لئے رواداری اور مختلف زاویہ نگاہ کو سمجھنے کا حوصلہ ہونا چاہئیے۔ جمہوریت میں مطلق العنانہ طریقے سے حقیقت تک رسائی نہیں بلکہ اس کے لئے ہمدردانہ نقطۂ نگاہ کی ضرورت ہے۔ عدم رواداری اور طعن و تشنیع کو دور کا بھی تعلق نہیں۔"

"پاکستان کا اتحاد و استحکام ہمارا عظیم ترین ورثہ ہے۔ یہ لازوال ورثہ ہمیں اپنے قائد اعظم کی غیر فانی شخصیت سے ملا ہے۔ اس اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے دو اصول ہمارے ممد و معاون ہیں ایک اسلام کا روحانی رشتہ اور دوسرا حب الوطنی کا سیاسی ناطہ۔ یاد رکھئے ہمارے سیاسی اتحاد کا زبردست دشمن فرقہ پرستی اور حب الوطنی کا بدترین دشمن صوبائی عصبیت میں ہے۔ اس لئے ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہم ان دو زبردست خطرات کا مقابلہ کریں گے جو ہمارے دشمنوں کے نہایت مہلک ہتھیار ہیں۔"

"آئیے آج ہم پھر اس عہد کی تجدید کریں جو بہار سے قائد اعظم نے ہمارے سامنے رکھا تھا۔

ہم پاکستان کے لئے زندہ ہیں ......

[illegible]

...... دعا ہے کہ ہماری زندگی پاکستان کے استحکام و بقا کے لئے وقف ہو تاکہ پاکستان کی قوت اور خوشحالی ہم سب کے لئے باعث مسرت و انبساط ہو"

(آفاق ۱۵ اگست)

قرآن مجید کی بےنظیر تفسیر

بکڈپو تالیف و اشاعت صدر انجمن احمدیہ سے طلب فرمائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو بےنظیر تفسیر رقم فرمائی ہے جسے تحریک جدید نے شائع کیا تھا۔ اب اس کی فروخت اور آئندہ طباعت و اشاعت بکڈپو تالیف و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرے گا۔ اس لئے دوستوں کو آئندہ تفسیر کبیر کے متعلق مذکورہ بالا ادارہ سے خط و کتابت کرنی چاہئیے۔

اس وقت تفسیر کی مندرجہ ذیل جلدیں ہمارے پاس برائے فروخت موجود ہیں

(۱) تفسیر کبیر پارہ اول نو رکوع تک ۰-۸-۶ روپے
(۲) " " عم حصہ سوم ۰-۸-۶ "
(۳) " " سورہ کہف ۰-۸-۱ "

ان کے علاوہ "اسلام اور ملکیت زمین" (مؤلفہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ) قیمت فی نسخہ مجلد ۲/۸ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی موجود ہیں۔

انچارج تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

---

(۲) بعارضہ پیچش سخت بیمار ہے۔ احباب دعا فرماویں

(۲۰۷/۳ مارٹن روڈ۔ کراچی ۳)

(۳) خاکسار ایک طویل عرصہ سے مالی مشکلات سے دوچار ہے اور اب قریباً دس دن سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہوں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور مالی مشکلات بھی دور کرے۔ آمین

خاکسار سلطان علی امیر جماعت احمدیہ گھسیٹ پورہ سابق بھیرو چیچی

تربیتی کورس — خدام الاحمدیہ

۱۴ تا ۲۸ اکتوبر ۵۲ء بمقام ربوہ

الفضل مورخہ ۸/۸/۵۲ میں تربیتی کورس کے متعلق ابتدائی اعلان ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید تحریر ہے

۱۔ اس مرتبہ یہ کلاس سالانہ اجتماع کے بعد کی بجائے اجتماع سے قبل ہوگی۔

۲۔ ہر مجلس سے توقع ہے کہ وہ کوشش کرکے اس کلاس میں شمولیت کے لئے کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوائے۔

۳۔ یہ نمائندہ کم از کم مڈل ہو۔ اردو اچھی طرح لکھ پڑھ اور سمجھ سکتا ہو۔ اور قرآن کریم ناظرہ پڑھنا جانتا ہو۔ تاکہ پڑھائی کے وقت نوٹ لے سکے۔

۴۔ نمائندہ ایسا ہو۔ جو واپس جاکر اپنے مقام کے دیگر نوجوانوں کو ان معلومات سے آگاہ کرے جو اس نے مرکز میں رہ کر حاصل کی ہیں۔

۵۔ تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے ہر خادم کے لئے مندرجہ سامان ہمراہ لانا ضروری ہے۔

ا۔ بنیان۔ نکر۔ کینوس شوز (ب) قلم یا پنسل۔ آٹھ عدد چھوٹی کاپیاں

ج۔ موسم کے مطابق بستر۔ ایک پلیٹ اور ایک گلاس یا مگھ۔

۶۔ تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے اراکین کے نام یکم اکتوبر ۵۲ء تک مرکز میں آجانے ضروری ہیں۔ تا انتظامات کا اندازہ ہو سکے۔

۷۔ ہر وہ مجلس جو سالانہ اجتماع کا چندہ پوری شرح کے مطابق سو فیصدی ادا کر دے گی۔ اس کے نمائندہ کا خرچ نہیں لیا جائے گا۔ بقیہ مجالس کو اپنے نمائندوں کی تعداد پر بیس روپیہ فی نمائندہ کے حساب سے اخراجات یکم اکتوبر ۵۲ء تک بھجوا دینے چاہئیں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

بقیہ لیڈر صفحہ ۳

یہ فریاد سنکر اور ابو جندلؓ کا حال دیکھکر آنحضرتؐ کے دل میں درد کی ٹیس اٹھی۔ پندرہ سو کارآزمودہ تلواریں میانوں میں لرزیں۔ ابھی صلحنامہ ضبط تحریر میں نہیں آیا تھا۔ مگر زبانی طے ہو چکا تھا صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی۔ کہ جو شخص مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں سے جا ملے گا۔ اسکو مکہ والوں کے پاس واپس بھیج دیا جائے گا۔ مگر کوئی مسلمان اگر بھاگ کر مکہ پہنچ جائے۔ تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ سہیل کو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں ابو جندلؓ کو مسلمان رکھ نہ لیں۔ اس نے اس شرط کی طرف اشارہ کیا۔ اگر کوئی دنیادار ہوتا تو کہتا۔ ابھی تحریر نہیں ہوئی ہم اسکے پابند نہیں ہیں مگر نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے عہد کر لیا ہے۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ ابو جندلؓ تم کو واپس جانا پڑے گا۔

اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابو جندلؓ کو رکھ لیتے۔ تو یہ بظاہر توہین آمیز صلحنامہ ختم ہو جاتا اور مسلمانوں کی کارآزمودہ تلواریں فضا میں چکا چوند پیدا کر دیتیں۔ اور مومنین کی دلی مراد بر آتی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیاوی مصالح کو صلح و آشتی پر قربان کر دیا۔ تمام اپنے نادوطن ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب آنحضرتؐ نے قربانی کا حکم دیا تو شش و پنج میں پڑ گئے۔ اور اس وقت تک قربانیاں نہ دیں۔ جب تک خود آنحضرتؐ نے نکل کر اپنی قربانی دے کر مثال نہ پیش کی۔

یہ تو ایک واقعہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر کام میں آپ دیکھیں گے۔ کہ جب تک صلح کے تمام ذرائع ختم نہ ہو جاتے۔ آپ دفاع کے لئے ابھی تلوار نہ اٹھاتے۔ قریش نے آپ کو اور مسلمانوں کو کتنی اذیتیں دیں۔ ان میں سے ہر ایک واقعہ دنیاداروں کے لئے جنگ کا سامان مہیا کر سکتا تھا۔ عرب جو ذرا ذرا سی بات پر سالوں نہیں صدیوں تک لڑتے رہتے تھے۔ ان کو تھامنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لیکن باوجود اتنی ایذائیں سہنے کے جب تک اللہ تعالےٰ کا خاص حکم نہیں آیا۔ آپ نے جہاد کے لئے بھی حکم نہیں دیا۔ اور پھر قرآن کریم پڑھ کر دیکھئے۔ جہاد کی شرائط ملاحظہ فرمائیے۔ اس بات کا لحاظ نہیں کہ تم فتح پا رہے ہو۔ یا شکست کھا رہے ہو۔ حکم ہے کہ جب مخالفین صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ تو فوراً اسے پکڑ لو۔ اور لڑائی بند کر دو۔

درخواست ہائے دعا

"میری لڑکی امۃ الحبیب کو تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بخار آرہا ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ٹائیفائڈ ہے۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے"۔

(مرزا منیر احمد خلف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

(۲) میری لڑکی امۃ اللطیف بعمر ۱۸ ماہ چند روز سے (۴)

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۵۲ء

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

الحاج خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان کی تقریر جو آپ نے ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء یوم آزادی کو بعد دوپہر نشر فرمائی۔ ایک عظیم الشان تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی تقریر نہ صرف اعتماد۔ جوش دیانت اور حبّ الوطنی کے جذبات سے مملو تھی۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی ایک شاہکار سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے ملک میں مختلف غلط تحریکوں کا جو اس وقت پاکستان کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔ پورا پورا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ اور آپ نے اپنی تقریر میں ان کا جو تجزیہ فرمایا ہے۔ وہ واقعات کے لحاظ سے اور پاکستان کی سالمیت کے نقطۂ نظر سے صحیح اور درست ہے۔

آپ کی اس تقریر سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آپ اندرونی دشمنانِ پاکستان کی جدوجہد کو خواہ وہ کسی پردہ میں کر رہے ہوں۔ خوب سمجھتے ہیں۔ آپ نے بدیہہ اشاروں سے بتا دیا ہے کہ اس وقت پاکستان کے بعض حصوں میں جو یہ ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے۔ یہ سراسر دشمنانِ پاکستان کی طرف سے ہے۔

آپ نے صاف صاف لفظوں میں انتباہ فرمایا ہے۔ کہ ملک کے مفاد کو اندرونی دشمن زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے حکومت کا فرض ہے۔ کہ اندرونی دشمن کا قلع قمع کرے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ بعض لوگ ملک میں فرقہ پرستی اور صوبہ پرستی کو ہوا دے کر ملک کی فضاء خراب کر رہے ہیں۔ اور بعض لوگ مرکزی وزارت کے متعلق عوام میں افواہیں پھیلاتے ہیں۔ اور کہتے پھرتے ہیں۔ کہ مرکزی وزارت میں باہمی اختلافات ہیں۔ اور وزارت میں جلد ہی اہم تبدیلیاں کی جائیں گی۔ آپ نے ان تمام افواہوں کی نہایت پرزور تردید فرمائی۔ اور کہا کہ مرکزی وزارت نہایت اتحاد اور اتفاق سے اپنا کام سرانجام دے رہی ہے۔ اور اس کے خلاف افواہیں پھیلانے والے ملک کے دشمن ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے۔ جو حکومت کے ہر کام میں کیڑے نکالتے رہتے ہیں۔ اور جن کو حکومت کے کسی کام میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسے لوگ ملک میں بددلی پھیلاتے ہیں۔ اور اس طرح ملک کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا۔ کہ ملک کے امن کو برباد کرنے اور انتشار پھیلانے والے ایسے لوگ ملک کے پرلے درجہ کے بدخواہ ہیں۔ ان سے ملک کو جلد از جلد پاک کرنا چاہیئے۔

آپ نے قرآن کریم کی آیہ کریمہ

"لاتفسدوا فی الارض" کا حوالہ دیکر ملک کے تخریب پسند عناصر کی سخت مذمت فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ ملک کے امن پسند لوگوں کو اذیت دینا اور ایک دوسرے فریق کے خلاف عوام کو مشتعل کرنا نہایت ہی قبیح فعل ہے۔ مطالبات منوانے کے لئے شورش برپا کرنا نظم و ضبط کو برباد کر کے حکومت کے کارندوں کو مرعوب کرنے کا طریق پرلے درجہ کی وطن دشمنی ہے۔

آپ نے اس ضمن میں یہ بھی فرمایا۔ کہ پولیس کے خلاف اگر کوئی بے ضابطگی یا رشوت خوری کا الزام ہو۔ تو عوام کا فرض ہے۔ کہ مجرم پولیس افسر کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے پورا زور خرچ کریں۔ لیکن پولیس کی انتظامی کارروائی میں رخنہ اندازی کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔ بلکہ ہر شہری کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ اور ملک کے نظم و ضبط کو نقصان نہ پہنچنے دے۔

الغرض آپ کی عظیم الشان تقریر کا یہ حصہ خاص کر صوبہ پنجاب کے لئے نہایت سبق آموز ہے۔ جہاں احراریوں۔ مودودیوں اور مسئول زمیندار نے جماعت احمدیہ کے مسلمانوں کے خلاف ایک قیامت برپا کر رکھی ہے۔ اور نہ صرف جھوٹی۔ مغالطہ آمیز خبریں پھیلا کر عوام کو مشتعل کیا جا رہا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر ان کی اشتعال انگیزی کی وجہ سے سخت خطرناک واقعات بھی ہو چکے ہیں۔

آپ نے نہایت بالغ نظری سے ایسے جلسوں اور جلوسوں کی مذمت فرمائی۔ جن سے غرض محض عوام کو مشتعل کرنا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسے جلسے اور جلوس کسی حقیقت کو واضح نہیں کرتے۔ بلکہ عوام محض بھیڑ چال کی طرح ان سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اور مشتعل ہو کر فتنہ و فساد کا باعث بنتے ہیں۔ اس سے کسی مطالبہ کی صداقت واضح نہیں ہوتی۔ احمدی مسلمانوں کے خلاف احراریوں اور مودودیوں نے مل کر حال ہی میں پنجاب کے مختلف مقامات پر جو اس قسم کی شورشیں برپا کی ہیں۔ یقیناً خواجہ ناظم الدین کا اشارہ ان کی طرف ہے۔

آپ کی تقریر سے جو سب سے اہم غلط فہمی دور ہوئی ہے۔ وہ وہ ہے جو میاں اختر علی خاں نے روزنامہ زمیندار کی اشاعت ۱۳-۱۴ اگست میں شائع کی تھی۔ کہ وزیراعظم پاکستان نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ۱۴ اگست کے بیان میں مسلمانوں کی احمدی جماعت کے خلاف اظہار رائے فرمائیں گے۔ میاں اختر علی نے جس طریق سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ اس سے ملک کے امن کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور ان چند دنوں میں فتنہ پسند عنصر نے بعض مقامات پر احمدیوں کی زندگی دوبھر کر رکھی ہے۔ اور کئی مقامات پر تو اس مفروضہ اعلان کے بعد احمدیوں کو لوٹ لینے اور قتل عام کی بھی دھمکیاں دی جاتی رہی ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ میاں اختر علی نے اس جھوٹی اطلاع سے ملک و قوم کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اگرچہ الحاج خواجہ ناظم الدین صاحب کے بیان سے اس غلط خبر کی تردید ہو گئی ہے۔ اور ملک میں اطمینان کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ مگر کیا ایسے مفتی اخبار نویس کی جو وزیراعظم پاکستان جیسی ہستی پر بھی افتراء تراشنے سے باز نہیں رہا۔ اور جس کی اس سے غرض ایک غریب جماعت کی ترہیب و تخویف تھی۔ بازپرس نہیں ہونی چاہیئے۔ خاص کر جبکہ ایسا اخبار نویس حکومت کا بڑا معتبر بھی بنتا ہو۔ اور ایڈیٹروں کی ایسوسی ایشن کا صدر بھی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس کردار کا آدمی ایسے اہم عہدے پر متعین ہو کر ملک و قوم کو کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ عوام کو فریب دینا مباح سمجھتا ہے خواہ ملک میں فتنہ پھیلے۔ تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ضرور حکومت کو بھی فریب دیتا ہو گا۔ اور اس طرح ملک کی صحافت کو نہ صرف فتنہ طرازی کے لئے بلکہ حکومت کے خلاف اکسانے کا بھی ذریعہ بنتا ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت ایسے شخص کا آئندہ کے لئے پورا پورا انتظام کرے گی۔ اس کی عادت ہے کہ جب وہ ملک کو اس طرح ضرر پہنچا لیتا ہے۔ اور ارباب حکومت اس سے بازپرس کرتے ہیں۔ تو وہ ذلیل سے ذلیل قسم کی معذرت کر لیتا ہے۔ اور معافی حاصل کر لیتا ہے۔ اس غلط بخشی نے اس کو بہت بے باک کر دیا ہے۔

صلح و محبت

مولانا رومؒ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمثیلاً ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے ایک گڈریے کو دیکھا۔ جو کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگر تو مجھے ملے۔ تو میں تیرے بالوں میں تیل ڈالوں۔ تیرے سر سے جوئیں نکالوں وغیرہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا۔ تو اسے سرزنش کی۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کو بھی ان چیزوں کی حاجت ہوتی ہے؟ چنانچہ گڈریے نے اپنی باتیں بند کر دیں۔ اس پر کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تو نے ہم سے ہمارے ایک محب کو چھڑا دیا ہے۔

تو برائے وصل کردن آمدی؟
یا برائے فصل کردن آمدی؟

یعنی تو ملانے کے لئے آیا ہے۔ یا چھڑانے کے لئے؟ حکایت جیسی بھی ہے۔ اس کا خیال نہ کیجیے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مولانا رومؒ ہمیں کیا سکھانا چاہتے ہیں۔ وہ ہم کو صلح و محبت کا سبق دینا چاہتے ہیں۔ وہ ہمیں یہ سکھانا چاہتے ہیں۔ کہ فتنہ و فساد لڑائی جھگڑے سے باہمی محبت بدرجہا اچھی ہے۔ پیغمبران خدا کا بھی یہ کام نہیں ہے۔ کہ وہ دین کے لئے بھی لوگوں میں نفاق پیدا کریں۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ مختلف اور متضاد خیال کے لوگوں کو بھی باہم صلح و ارتباط سے رہنے کا ڈھنگ سکھایا جائے۔

اگر ہم سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا مطالعہ کریں۔ تو ہم کو نظر آئے گا۔ کہ آپ صلح و محبت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کرتے تھے۔ جو کام بظاہر قومی لحاظ سے بھی ضرررساں نظر آتے تھے۔ صلح و محبت کی خاطر ان کو بھی اختیار کر لیتے تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کو ہی دیکھیئے۔ حالانکہ آپ کے ساتھ پندرہ سو مسلح جاں نثار مرنے مارنے کے لئے تیار تھے۔ اور اگر جنگ ہوتی۔ تو یقیناً کفار کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک خواب کی بناء پر گھر سے نکلے تھے۔ آپ اس کو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سمجھتے تھے۔ اور اس طرح آپ کے مومن ساتھی بھی یہی سمجھتے تھے۔ کہ امسال عمرہ ضرور ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکی بشارت دی ہے۔ اور یہ ہرگز ٹل سکنے والی بات نہیں۔

اس کے باوجود یہ بات آپ کے ہمراہیوں کو کتنی عجیب معلوم ہوئی تھی۔ کہ جب کفار کی طرف سے صلح کی شرائط پیش ہوئیں۔ اور ان میں ایسی شرائط تھیں۔ جو دنیاوی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لئے نہ صرف باعث توہین بلکہ سخت ضرررساں تھیں۔ تو آپ نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اور تو اور اس پر حضرت عمرؓ جیسے انسان بھی تلملا اٹھے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ اگر ہم حق پر ہیں۔ اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تو ایسی توہین آمیز شرائط کیوں آپؐ نے منظور فرما لی ہیں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب یہی دیا۔ کہ ہم ضرور حق پر ہیں۔ اور میں واقعی اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں۔ مگر جو کچھ ہوا ہے۔ وہ عین اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ مان تو گئے۔ مگر پھر بھی دل میں شبہات رہ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی۔ تو اس مجسمہ صدق و صفاء نے بھی راضی برضا ہونے کی تلقین کی۔ صرف حضرت عمرؓ ہی معترض نہیں تھے۔ بلکہ تمام لشکر میں اس صلح کی وجہ سے مایوسی اور بے دلی چھا گئی تھی۔ پندرہ سو تلواریں میانوں میں کانپ رہی تھیں۔ آگ پر تیل کا کام اس وقت ہوا۔ جب حضرت ابوجندلؓ زنجیروں میں جکڑے ہوئے فریادی ہوئے۔ کہ مسلمانو! مجھے کفار کے ظلم و ستم سے بچاؤ۔ حضرت ابوجندلؓ سہیل کے فرزند تھے۔ جو آنحضرتؐ سے قریش کی طرف سے صلحنامہ کی شرائط طے کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

(باقی دیکھو صفحہ ۲ پر)

احمدیوں کے خلاف موجودہ فتنہ پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے برپا کیا گیا ہے

(از مکرم عبادالله صاحب گیانی)

اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے۔ اس نے بنی نوع انسان کو بغیر کسی نسلی یا قومی امتیاز کے اخوت اور محبت کا پیغام دیا ہے اور اس کی تمام مقدس اور پاکیزہ تعلیم لا اکراہ فی الدین کے مرکزی نقطہ کے ارد گرد چکر لگا رہی ہے۔ قرآن کریم کا اگر سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس میں چوری اور زنا وغیرہ سے متعلق تو حدود قائم کی گئی ہیں مگر عقاید سے متعلق کوئی ایسی حد مقرر نہیں جس کی بنا پر کسی شخص یا حکومت کو یہ حق دیا گیا ہو کہ وہ اختلاف عقائد کو وجہ جرم قرار دیکر کسی کو سزا دے سکے۔ اللہ تعالے نے اس کی سزا و جزاء کا معاملہ محض اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کے باوجود ایک لمبے عرصہ سے غیر مسلم خصوصاً مسیحی مصنفین اسلام پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ اسلام جبر اور اکراہ کا مذہب ہے۔ ضمیر کی آزادی اور خیالات کی وسعت اس میں بالکل مفقود ہے۔ چنانچہ حال ہی میں لاہور کے مشہور مسیحی جریدہ "اخوت" نے لکھا ہے کہ:-

"مسیحی علماء کا اسلام پر یہ قدیم اعتراض ہے کہ اس میں مذہبی رواداری مفقود ہے اور ہر شخص کو جو اسلام ترک کر کے کسی دوسرے مذہب میں چلا جائے گردن زدنی قرار دیتا ہے۔"

(اخوت ۱۱ جون ۱۹۵۲ء)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں تک اسلام کی مقدس اور پاکیزہ تعلیم کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں جسے ضمیر کی آزادی کے خلاف قرار دیا جا سکے۔ یہ ایک فطرتی مذہب ہے اور اپنی تعلیمات کو محبت اور پیار سے پھیلانے کا خواہاں ہے مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام میں وقتاً فوقتاً ایسے فتوے باز اور خونی ملّا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے موقع ملنے پر محض اختلاف عقاید کی بناء پر بے گناہ اور مظلوم لوگوں کے خون میں ہاتھ رنگے۔ اور اپنے اس فعل کو اسلام کا نام دیا۔ اس لئے دشمنان دین اور مخالفین اسلام نے ہمیشہ ایسے خونی ملّاؤں کے اس خلاف اسلام فعل کی بنا پر اسلام کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا۔

جماعت احمدیہ جب سے وجود میں آئی ہے یہ اپنی طاقت اور بساط کے مطابق اس امر میں کوشاں رہی ہے کہ غیر مسلموں کے اس اعتراض کو کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں غلط اور بے بنیاد ثابت کیا جائے اور بتایا جائے کہ فتوے باز اور خونی ملّاؤں کے فعل کی ذمہ داری اسلام پر عاید نہیں کی جا سکتی چنانچہ پچھلے پون صدی کے عرصہ میں اس جماعت کے مجاہدین کرام نے اپنی گفتار اور کردار کے ذریعہ اس مشن میں بڑی کامیابی حاصل کی اور لوگ مسیحی مصنفین اور دوسرے غیر مسلموں کے اس اعتراض کو کہ اسلام جبر اور اکراہ کا مذہب ہے غلط قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ مگر بد قسمتی سے فتوے باز اور خونی ملّاؤں نے اس بیسویں صدی میں بھی اسلام کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ مختلف ناموں میں دنیا کے سامنے آتے رہے۔ اب کچھ عرصہ سے احراری ملّاؤں نے مسئلہ ختم نبوت ایسے پاکیزہ مسئلہ کو ایک آڑ بنا کر ایسے غیر اسلامی طریق کو اختیار کر رکھا ہے کہ خود ان کے حامی بھی پکار اٹھے ہیں کہ:-

"ایسے خیالات سنکر ہمیں تو یہ شبہ ہوا کہ ختم نبوت کانفرنس کا مقصد مرزائیت اور دوسری جھوٹی نبوتوں کی تردید نہیں۔ بلکہ محمد رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کی سچی نبوتوں کے کام کے خاتمہ کا اعلان ہے۔"

(جہان نو کراچی ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء)

اگر تمام دنیا کا حدود اربعہ وہی ہوتا جو پاکستان کا حدود اربعہ ہے اور پاکستان سے باہر لوگ آباد نہ ہوتے تو احراریوں کی اس شورش کا زیادہ اثر ہوتا اور ان کی من مانی اور غیر اسلامی کارروائیوں پر بہت حد تک پردہ پڑا رہتا۔ مگر چونکہ بہت بڑی دنیا پاکستان سے باہر بھی آباد ہے اس لئے غیر مسلم اقوام نے احراریوں کی اس روش کو دیکھ کر پھر سے اپنے قدیمی اعتراضات کو دوہرانا شروع کر دیا ہے کہ اسلام تنگ خیال مذہب ہے جس میں ضمیر کی آزادی اور خیالات کی وسعت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ گویا پون صدی کی مسلسل کوششوں سے جماعت احمدیہ نے جس اعتراض کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی مقدس تعلیم کی بنا پر غلط اور بے بنیاد قرار دیا تھا۔ ان "ختم نبوت کے محافظ" اور "فرزندان توحید" فتوے باز احراری ملّاؤں نے اپنی سراسر غیر اسلامی روش کی بنا پر اسے پھر سے قائم کر دیا ہے۔ اور پھر نئے سرے سے غیر مسلموں نے کھلے بندوں اسلام کو یہ طعنے دینے شروع کر دیئے ہیں کہ اسلام اور ضمیر آزادی دو متضاد چیزیں ہیں جن کا اجتماع محال ہے۔ چنانچہ حال ہی میں بھارت کی راجدھانی دہلی سے شائع ہونے والے ایک مشہور و معروف غیر مسلم جریدہ "شیر پنجاب" نے اپنے ۷ اگست ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں ایک افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے جس کی ابتداء مندرجہ ذیل الفاظ سے کی ہے کہ:-

"کوئی اسلامی ملک کیا؟ اور آزادیٔ مذہب اعتقاد و ضمیر کیا؟ ایسی فطرتوں سے کوئی ایسی مثال دے۔"

جالندھر سے شائع ہونے والے ایک ہفتہ وار گورمکھی اخبار "آشا" نے لکھا ہے:-

"پاکستان میں پھر بد امنی آ رہی ہے لیکن اب ہندوؤں، سکھوں کے خلاف نہیں۔ بلکہ ان کے اپنے فرقوں کے خلاف۔ ہماری مراد قادیانی احمدیوں سے ہے۔ .... اور وہاں احمدیوں کے خلاف ہا۔ہو بتاتا ہے کہ وہاں مسلم لیگی کسی مخالف خیال کو زندہ نہیں رہنے دے سکتے پاکستان کے قیام میں ظفر اللہ خاں کا ہاتھ مسٹر جناح سے کچھ کم نہیں۔ مگر احسان فراموشی کی حد ملاحظہ ہو کہ اسی ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگی برداشت نہیں کر رہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ سیاست میں کسی کے اچھے کام کی قدر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی یہاں تو زیادہ شور مچانے والا اور سازشی انسان ہی میدان اپنے ہاتھ میں رکھ سکتا ہے۔ پاکستان کی یہ اندرونی گڑبڑ ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان میں کسی اقلیت کا زندہ رہنا نہایت مشکل ہے ..... ہمیں تو پاکستان کے مستقبل کے متعلق بہت شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔"

(ترجمہ از اخبار "آشا" ۹ اگست ۱۹۵۲ء)

ماسٹر تارا سنگھ کے رسالہ سنت سپاہی نے شائع کیا ہے:-

"سر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ ہیں آپ بہت لائق اور مشہور ہیں۔ لیکن قادیانی ہونے کی وجہ سے کٹر مسلمان آپ کے بہت خلاف ہیں۔ یہانتک کہ کراچی میں قادیانی فرقہ کے جلسہ میں جس میں چوہدری ظفر اللہ خاں نے بھی تقریر کرنی تھی متعصب مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ فساد کرنے والوں کے خلاف سختی کی گئی تو تمام ملک میں جگہ جگہ قادیانیوں کے خلاف شور برپا ہو گیا۔ آخر حکومت نے جلسوں اور جلوسوں کو روکنے کے لئے دفعہ ۱۴۴ لگا دی۔ لیکن پھر بھی احراریوں نے سرگودھا گجرات گوجرانوالہ وغیرہ مقامات پر جلسے کر کے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی قادیانیوں کے خلاف اتنا اشتعال پھیلایا گیا ہے کہ انہیں کافر کہہ کر غیر مسلم اقلیت والی پابندیوں میں جکڑنے کے مطالبات شروع ہو گئے ہیں ..... الغرض پاکستان کے نظام حکومت کو چلانے کے لئے کسی شخصیت کا اثر در سوخ وہاں موجود نہیں اور بد امنی اور باہمی سر پھٹول کے بیچ وہاں بوئے جا رہے ہیں .... ہمیں شریمان ماسٹر تارا سنگھ جی کی دور بین نگاہیں ٹھیک نظر آ رہی ہیں۔ کہ پاکستان تیزی سے بد امنی کے گڑھے کی طرف دوڑا جا رہا ہے۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی جولائی ۱۹۵۲ء)

دہلی سے شائع ہونے والے مشہور و معروف ہفتہ وار اخبار ریاست نے بیان کیا ہے

"احمدی (قادیانی) مذہب کے لحاظ سے مسلمان ہیں۔ نماز اور روزے کے پابند ہیں۔ رسول اللہ کی رسالت کے قائل ہیں۔ اور ان کا مذہباً جرم صرف یہ ہے کہ یہ دوسرے نبیوں کی طرح احمدی جماعت کے بانی حضرت مرزا صاحب کو بھی (تابع شریعت محمدیہ) ایک نبی مانتے ہیں۔ چنانچہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس صورت میں کہ پاکستان کے مسلمان احمدی مسلمانوں کے ساتھ ہی یہ سلوک کر رہے ہیں پاکستان میں کسی دوسرے غیر مسلمان یا عیسائی کا آرام اور اطمینان کے ساتھ رہنا کیونکر ممکن ہے؟"

بھارت کے اسلامی پریس نے بھی احرار کی موجودہ روش پر سخت نفرت کا اظہار کیا ہے۔ اور عبد الماجد صاحب دریا بادی اور نیاز فتح پوری ایسے مشہور و معروف ادیبوں اور حسن نظامی ایسے بزرگوں نے بھی احراریوں کی اس روش کو سراسر غیر اسلامی بلکہ اسلام اور پاکستان دونوں کو بدنام کرنے والی قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو احراریوں کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی ہے۔

اے پاکستانی بھائیو! ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ احرار کی موجودہ خلاف اسلام روش کے پیش نظر کس طرح اغیار اسلام اور پاکستان کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

تنگ نظری۔ عدم رواداری اور باہمی جھگڑے پاکستان کو سخت نقصان پہنچائینگے

تفریق اور انقطاع کے نظریات روح اسلام کے منافی ہیں

پاکستان کی پانچویں سالگرہ پر گورنر جنرل پاکستان کا پیغام قوم کے نام

بعض لوگوں نے آزادی مل جانے کے صرف یہ معنے سمجھ رکھے ہیں کہ عدم رواداری غیر ذمہ وارانہ نکتہ چینی اور انتہائی بداندیشانہ اعمال اور بے راہروی کی گویا انہیں کھلی اجازت مل گئی ہے۔ اگر پاکستانیوں کو خود اپنے اور دوسروں کے لئے کوئی پیغام لے کر ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے ابھرنا ہے تو یہ سب باتیں ختم ہو جانا چاہئیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ توازن اور وقار پیدا کیا جائے۔ عمل سے پہلے احتیاط کے ساتھ سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور زبان پر قابو رکھا جائے۔

آزادی کا چھٹا سال

ہم اپنی زندگی کے چھٹے سال کا آغاز مستقل عزم کے ساتھ کر رہے ہیں کہ اس منزل مقصود کی طرف برابر بڑھتے جائیں۔ جو ہم نے حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران میں اپنے لئے مقرر کی تھی۔ ہم نے پانچ سال کا مشکل زمانہ گزار دیا ہے۔ پچھلے سال وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں کے قتل کا افسوسناک حادثہ پیش آیا۔ جو لوگ اپنے احمقانہ منصوبوں اور ذلیل سازشوں سے مملکت پاکستان کے استحکام کو متزلزل کرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنے ارادوں میں بری طرح ناکام رہے۔ اور پاکستان پہلے سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہو کر ابھر رہا ہے۔ گذشتہ پانچ سال میں جو کچھ ہوا۔ اس کی بناء پر ہمیں حالات کا جائزہ لینا چاہیئے تاکہ ہم اپنی کوتاہیوں سے واقف ہو جائیں۔ اور جن جن معاملات میں ضرورت باکی ہو۔ ان کی طرف ترقی کا قدم زیادہ مضبوط اٹھے اور اپنی منزل مقصود کے راستے پر زیادہ کامیابی کے ساتھ گامزن رہ سکیں۔

عدم رواداری اور غیر ذمہ وارانہ نکتہ چینی آزاد قوم کے شایان شان نہیں

میں نے بارہا اس امر پر زور دیا ہے کہ ہمیں بحیثیت ایک قوم کے غور و فکر اور تحمل کرنا چاہیئے اور اپنی وہ کمزوریاں دور کرنے میں تمام کوششیں صرف کر دینا چاہئیں۔ جو صدیوں کی غلامی و جبر و استبداد جاگیردارانہ نظام تنگ نظری اور عدم رواداری کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں ایک غلام قوم کی حیثیت سے ہم نے اپنے سیاسی نظام میں ایسی عادتوں کو پھلنے پھیلنے دیا جن کا نتیجہ تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اب ہم آزاد تو ہو گئے لیکن ابھی ہم میں وہ عادتیں اور خوبیاں پوری طرح پیدا نہیں ہوئیں۔ جو ایک آزاد قوم کے لئے ضروری ہیں۔

ہم نے ابھی ان ذمہ واریوں کو بھی صحیح طور سے محسوس نہیں کیا۔ جو آزاد ہونے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتی ہیں یعنی نظم و ضبط تحمل و رواداری جن کا وجود آزادی کو زندہ و قائم رکھنے کیلئے اشد ضروری ہے بعض لوگوں نے آزادی مل جانے کے صرف یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ عدم رواداری۔ غیر ذمہ وارانہ نکتہ چینی اور انتہائی بداندیشانہ اعمال اور بے راہ روی کی گویا انہیں کھلی اجازت مل گئی ہے اگر پاکستانیوں کو خود اپنے اور دوسروں کے لئے کوئی پیغام لیکر ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے ابھرنا ہے تو یہ سب باتیں ختم ہو جانا چاہئیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ توازن اور وقار پیدا کیا جائے عمل سے پہلے احتیاط کے ساتھ سوچنے کی عادت ڈالی جائے اور زبان پر قابو رکھا جائے ہمیں پوری طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اگرچہ جمہوریت کے لئے حزب اختلاف کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن حزب اختلاف کی بنیاد باخبری محتاط مطالعہ اور مملکت کو مدد دینے کی خواہش پر ہونا چاہیئے۔ حکومت اور حزب اختلاف دونوں کا مشترک مقصد یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ملک کے اتحاد و استحکام کو ترقی دینے کے لئے مخلصانہ اور بے لوث خدمت کی جائے ہمیں استحکام مملکت کو نقصان پہنچانے والے اقدامات کسی حالت میں بھی برداشت نہ کرنا چاہئیں۔ اور فوراً نہ یہ نتیجہ نکال لینا چاہیئے کہ حکومت یا اس کے افسروں پر اعتراض کرنے والے ہر شخص کی نیت خراب ہے۔ خواہ اس کے اعتراضات کتنے ہی دیانتدارانہ ہوں۔ دراصل ہمیں صحیح انداز فکر پیدا کرنا چاہیئے نئے نظریات کے اخذ کرنے اور پرانے خیالات کی اصلاح کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہنا چاہیئے۔

صوبہ پرستی

دور غلامی کی دوسری میراث صوبہ پرستی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص خطۂ زمین سے منسوب ہر چیز کی آنکھ بند کرکے حمایت کی جائے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام نوع انسان کی اخوت و مساوات کا حامی ہے۔ اور مسلمانوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل و وطن ان پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

جو لوگ اپنی حیثیت اور اپنے اس پیغام کو اس حد تک فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ امور مملکت میں صوبہ پرستی کی بنار پر تعصب اور تنگ نظری کے اظہار پر اتر آتے ہیں۔ وہ ہمارے نصب العین سے غداری اور فرض ناشناسی کے مجرم ہیں پاکستان کے پیش نظر یہ مقصد ہے کہ اپنے تمام باشندوں کی فلاح و بہبود میں اضافہ کیا جائے۔ اور تمام علاقوں میں یکساں ترقی کی رفتار قائم رہے۔ اس لئے جو شخص بھی خواہ وہ باقتدار ہو یا نہ ہو اپنے خیالات یا اپنی پالیسی کی بنیاد صوبہ پرستانہ تنگ نظری پر رکھتا ہے۔ وہ مملکت کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ صاحبان اقتدار اور مختلف صوبوں کے باشندوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر پاکستان اس طریقہ سے کمزور ہو گیا۔ تو وہ خود بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ وہ اپنے صوبوں اور اپنے علاقوں کو صرف اس صورت میں مدد دے سکتے اور فائدہ پہنچا سکتے ہیں کہ پاکستان کی قوت میں اضافہ ہو جائے۔

آیئے ہم اس موقع پر ہمیشہ کے لئے اس خود غرضانہ اور احمقانہ رجحان کو ترک دیں۔ جو ہماری بنیادیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ ورنہ یہ ہمیں تباہ و برباد کرکے رہے گا۔

تخریبی نکتہ چینی سے کچھ حاصل نہ ہوگا

مجھے بڑی مسرت ہے کہ پاکستان میں ترقی کرنے اور ملک کو ہر شعبۂ حیات میں بام عروج پر پہنچانے کی زبردست خواہش پائی جاتی ہے مگر کچھ لوگ ہماری رفتار ترقی پر بے صبری ظاہر کرتے ہیں۔

یہ بے صبری اچھی چیز ہے۔ بشرطیکہ خلوص نیت سے ہو نہ کہ محض اعتراض برائے اعتراض کی خواہش کی بنار پر یا سیاسی مخالفین کو نیچا دکھانے کے لئے کی جائے۔ خالص تخریبی نکتہ چینی اور غیر ذمہ دارانہ اور عمومی خوردہ گیری سے ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اعتراض کا حق صرف ان ہی لوگوں کو ہے۔ جو خود اپنا فرض اچھی طرح انجام دیتے ہیں

ہم اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو بڑی حد تک فراموش کر بیٹھے۔ ہم اپنی جماعتوں یا فرقوں کی خصوصیات کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں تفریق اور انقطاع کے نظریات روحِ اسلام کے منافی ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنے ان تمام تفرقہ انگیز رجحانات کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

میں پورے خلوص کے ساتھ اپنے ہموطنوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان اعلیٰ اصولوں پر عمل کریں تاکہ جس عمارت کی بنیاد ہمارے قائد اعظم نے رکھی اور جس کی تعمیر ان کے ساتھیوں نے کی اسکو تنگ نظری عدم رواداری اور باہمی جھگڑوں سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

بے صبری ظاہر کرنے کے صرف وہی لوگ حقدار ہیں۔ جو مملکت کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری سے غافل نہیں ہیں ہمیں چاہیئے۔ کہ ملک کے لئے اپنا فرض انجام دینے میں بے صبری سے کام لیں۔ اور اپنی کوششوں کے نتائج برآمد ہونے کا صبر سے انتظار کریں۔ نظم وضبط اتحاد اور محنت کے بغیر کوئی ترقی ممکن نہیں۔ آنے والی نسلوں کے مفاد کی خاطر ایثار کرنے پر آمادگی اور پکا ارادہ ترقی کے لئے لازم اور ضروری ہیں۔ اس طرح صنعت وزراعت کی پیداوار میں اضافہ کے لئے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ دنیا کا کوئی ملک خواہ وہ کسی نظریہ کا حامی ہو۔ اتنی قلیل مدت میں وہ ترقی حاصل نہیں کر سکا جس کا کچھ لوگ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں۔ میں کسی خاص معاملہ کا ذکر نہیں کرونگا لیکن جو لوگ نیک نیتی سے اس مسئلہ کا مطالعہ کرینگے انہیں یقین ہو جائے گا۔ کہ صرف مسلسل محنت اور صحیح کوششوں ہی سے ہمیں اپنا مقصد حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ جس چیز کا حصول ایک مطلوبہ مدت کے اندر ممکن ہی نہ ہو۔ لوگوں کو اس کی توقع دلانا دیانت کے خلاف ہے۔ اسی طرح کسی ایسے کام کی تکمیل نہ ہونے کی شکایت کرنا بھی ایمانداری نہیں ہے۔ جس کا مقررہ مدت میں پورا ہونا صریحاً ناممکن ہو۔ ہمیں حقیقت پسندوں کی طرح اس امر کا احساس ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارے وسائل محدود ہیں اور خصوصاً تربیت یافتہ افراد کی بڑی کمی ہے۔ ہمیں اپنے موجودہ وسائل ہی کی مدد سے اس ملک کی تعمیر کرنا ہے مجھے پورا اعتماد ہے کہ میری قوم تخریبی یا بے معنی تنقید سے گمراہ نہ ہو گی۔ بلکہ سخت محنت۔ مختلف علوم وفنون کی تحصیل اور ان علوم وفنون کی مدد سے اپنے وسائل کو ترقی دینے میں منہمک رہے گی۔

تفرقہ اور انقطاع کے نظریات روح اسلام کے منافی ہیں

اگرچہ ہم آزادی حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ ہم میں ابھی چند ایسی عادتیں باقی ہیں۔ جو ہمارے دور غلامی کا ورثہ ہیں۔ یہ وہ دور تھا جس میں رسم پرستی۔ فرقہ پرستی۔ تنگ نظری اور عدم رواداری کو فروغ حاصل ہوا اور ہم اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو بڑی حد تک فراموش کر بیٹھے ہم اپنی جماعتوں یا فرقوں کی خصوصیات کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے زیادہ اہمیت دینے لگے۔ تفرقہ اور انقطاع کے نظریات روح اسلام کے منافی ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنے ان تمام تفرقہ انگیز رجحانات کو ختم کرنے کی کوشش کرے جو فرقہ بندی صوبہ پرستی یا اختلاف زبان سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم سب کی اور ہم میں سے ہر ایک کی نجات اور قوت کا راز اسی میں مضمر ہے

ہمیں اس آزمائشوں سے بھری ہوئی دنیا میں مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا ہے اور ہماری جدوجہد کی کامیابی زیادہ تر قوم کے کردار پر منحصر ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ اس سلسلہ میں ہماری ترقی امید افزا نہیں ہے۔ دولت سے محبت۔ دولت کے حصول کے ذرائع میں اخلاقی اصولوں سے بے پروائی عیب جوئی تہمت تراشی اور تحمل اور رواداری کا فقدان چند ایسی خرابیاں ہیں۔ جو ہماری قومی زندگی میں اکثر نظر آتی ہیں ہم نے صدیوں تک شخصی حکومت کے ماتحت سختیاں جھیلیں۔ ہم جاگیردارانہ نظام استبداد اور غیر ملکی اقتدار کے ماتحت چھوٹے مقاصد کی پرستش کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا کردار کمزور ہو گیا۔ اور ہماری سرگرمیاں آپس کے بے کار جھگڑوں تک محدود رہ گئیں ہم پھر ابھرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ اس حالت میں ممکن ہے کہ ہم ان پرانی عادتوں سے چھٹکارا حاصل کریں۔ رسوم ورواج کو جائز حدود سے آگے نہ بڑھنے دیں۔ اور ان کی بجائے عوام کی خدمت۔ ویانتداری قربانی اور مشقت کے اعلیٰ اصولوں کو اختیار کریں آیئے ہم اپنی قومی زندگی کے اس چھٹے سال کا آغاز اس عزم مصمم سے کریں کہ اپنے طور طریقوں اور عادتوں میں انقلاب پیدا کر لیں گے۔ تاکہ

پاکستان کی تعمیر مضبوط بنیادوں پر ہو اور ہم شریفانہ اور اعلیٰ نصب العین رکھنے والی ایک آزاد اور جمہوریت پسند قوم کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں میں پورے خلوص کے ساتھ اپنے ہم وطنوں کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ ان اعلیٰ اصولوں پر عمل کریں تاکہ جس عمارت کی بنیاد ہمارے قائداعظمؒ نے رکھی اور جس کی تعمیر ان کے ساتھیوں نے کی۔ اس کو تنگ نظری۔ عدم رواداری اور باہمی جھگڑوں سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ہمارے مقاصد صرف یہ ہیں۔ کہ قوم طاقتور اور ملک مضبوط ہو جائے

> اگر پاکستانیوں کو خود اپنے اور دوسروں کے لئے کوئی پیغام لے کر ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے ابھرنا ہے تو فرقہ پرستی۔ تنگ نظری اور عدم رواداری کو ختم کرنا ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ توازن اور وقار پیدا کیا جائے عمل سے پہلے احتیاط کے ساتھ سوچنے کی عادت ڈالی جائے اور زبان پر قابو رکھا جائے۔

اقلیتوں سے خطاب

میرا روئے سخن اگرچہ اصلاً مسلمانوں کی طرف ہے۔ جن پر ہماری آبادی کا سب سے بڑا حصہ مشتمل ہے لیکن میں ایک لمحہ کے لئے بھی اقلیتوں کو فراموش نہیں کرتا جو ہماری مملکت کا ایک اہم اور قابل احترام عنصر ہیں۔ پاکستان میں اقلیتوں کو ان کے اپنے طریقہ زندگی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی حاصل رہے گی۔ اور انہیں مساوی حقوق اور مواقع حاصل ہوں گے۔ ہم پاکستان میں اقلیتوں پر کوئی ثقافت ٹھونسنے کی خواہش نہیں رکھتے۔ ان کو اپنے ثقافتی نظریات پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ لیکن اقلیتوں کو بھی اپنی نظر میں وسعت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور تقسیم سے پہلے کی پرانی ہیچکچاہٹ اور پرانے خیالات بھلا دینے چاہئیں۔ پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ اور اقلیتوں کو ترقی اور مواقع کی پوری آزادی کا یقین دلاتا ہے انہیں بھی میرا مشورہ ہے۔ کہ وہ ان خیالات ونظریات سے گمراہ نہ ہوں۔ جو فرقہ پرستی اور تنگ نظری پر مبنی ہیں۔ بلکہ پاکستانی قوم کی بہبودی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔

پاکستانی اس سے پورے طور سے آگاہ ہیں کہ ہمارے ملک کی درآمد کی اہم چیزوں کی قیمت میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس کے اقتصادی نتائج خوشگوار نہیں۔ اس کا کسی شخص کو خیال تک بھی نہیں تھا۔ کہ ان چیزوں کے داموں میں جو غیر معمولی چڑھاؤ ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ قائم رہیگا اس سال ہم کو غیر معمولی طرح سے گندم بھی اور ملکوں سے منگوانی پڑی ہے۔ اس سب کا اثر ہمارے مالیات پر اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے جو ہر وقت مشکلات کا مقابلہ ہمت اور مستعدی سے کرنے کو تیار رہتی ہے۔ مجھے پورا اعتماد ہے۔ کہ میرے بھائی مشکلات کا مقابلہ حوصلہ اور استقلال سے کریں گے۔ اور دنیا کو دکھا دیں گے۔ کہ پاکستان کا قابل ناز سرمایہ اس کے باشندوں کی حقیقت پسندی اور اپنے ملک کی خدمت کے لئے مشکلات برداشت کرنے کی استعداد تھی ہے اور رہے گی۔

ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں

اپنی مملکت کی اس سالگرہ کے موقع پر مناسب یہی تھا۔ کہ ہم اپنی خامیوں اور اُن کے علاج سے آگاہ کئے جائیں۔ لیکن دشواریوں کے باوجود پاکستان پورے اعتماد کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے گزشتہ پانچ سال میں اس نے ہر شعبہ میں ترقی کی ہے۔ یہ ترقی مختلف شعبوں میں قابل اطمینان اور بعض شعبوں میں تو قابل تعریف رہی ہے ہمارے راستہ میں مشکلات حائل تھیں۔ اور اب بھی ہیں ——— لیکن ہم ان کا پامردی سے مقابلہ کرتے رہیں گے۔ اپنے وطن اور اپنی آزادی کا دفاع بہت گراں صرف اور محنت طلب ذمہ داری ہے۔ اور ہمارا سب سے بڑا بوجھ یہی رہا ہے۔ لیکن پاکستان بالکل واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ جب تک ہم خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور جب تک ہماری ہستی اور پرسکون ترقی کو کسی قسم کا خطرہ بھی لاحق رہے گا۔ اس وقت تک ہم اپنے دفاع کو سب باتوں پر مقدم رکھنے میں کبھی پس وپیش نہ کریں گے۔ خواہ اس کے لئے ہمیں کتنا ہی کیوں نہ صرف کرنا پڑے مجھے پورا اعتماد ہے کہ خطرہ کے وقت ہم ایک قوم کی حیثیت سے متحد ہو کر ایک ہی مقصد سے خطرہ کا مقابلہ کریں گے۔ ہم ہمیشہ امن کے خواہشمند رہے ہیں۔ ہمارا مقاصد امن ترقی اور عوام کی خوشحالی ہے۔ اگرچہ بعض قوتیں ہماری سد راہ ہو رہی ہیں۔ مگر ہم حتی الامکان اس راہ پر چلتے رہیں گے۔ اہذا اے پاکستانیو! ہمت۔ اعتماد۔ اور عزم کے ساتھ قدم اٹھائے چلو۔

درخواست دعا

میرا بیٹا عزیزی محمد لطیف احمد جماعت نہم بعارضہ بخار بیمار ہے۔ اور بخار تیز ہے۔ احباب عزیز کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد صدیق اخبار الفضل لاہور)

پاکستان میں گیہوں کی قلت عارضی حیثیت رکھتی ہے

حکومت کے اقدامات کے نتیجہ میں جلد ہی وافر غلہ پیدا ہونے کی توقع ہے

عام طور سے پاکستان میں اتنا غلہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ملک کی ضروریات پورا ہونے کے علاوہ اسے لم فی صدی تک فاضل بچ رہے۔ اور غیر ممالک کو برآمد کرا دیا جائے گا۔ پاکستان میں خاص طور سے چاول اور گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ اور عام طور سے ان دو اجناس کی سالانہ پیداوار تقریباً ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ٹن ہوتی ہے۔

سال رواں میں چند قدرتی اسباب کی بنا پر ملک میں گیہوں کی صورت حال پر برا اثر پڑا۔ چنانچہ اس کے حصول میں کچھ وقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

پیداوار میں کمی

۱۹۵۱ء میں مغربی پاکستان میں وقت پر کافی بارش نہیں ہوئی۔ تین چار ماہ تک بارش کا قحط رہا۔ جس کے نتیجہ میں پیداوار کا اوسط کم ہو گیا۔

صورت حالات بہتر ہو رہی ہے

آخر اپریل تک جیسے ہی صورت حال واضح ہو گئی۔ حکومت نے فوراً ہی بیرونی ممالک سے غلہ منگانے کے انتظامات شروع کر دیئے۔

غیر ممالک سے ۹۰۰۰۰۰ ٹن گیہوں برآمد کرنے اور مزید برآمد کے انتظامات ہونے سے صورت حال بہت حد تک سنبھل گئی ہے۔ گیہوں کی چڑھتی ہوئی قیمتیں کافی گر گئی ہیں۔ امکان ہے کہ خریف کی فصل اچھی ہو گی اور امید کی جاتی ہے۔ کہ جب غلہ بازار میں آ جائے گا۔ تو گیہوں پر سے مزید بار کم ہو جائیگا۔

صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے پنجاب سندھ۔ سرحد۔ اور بلوچستان کی حکومتوں نے بڑے بڑے شہروں اور کچھ دیہی علاقوں میں غذائی رسد بہم پہنچانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ مرکزی حکومت نے تمام کمی والے علاقوں کی ضروریات پوری کرنے کے مکمل انتظامات کر لئے ہیں۔ ان اجتماعی کوششوں سے ملک کی عام غذائی حالت پر اچھا اثر پڑا ہے۔ ذخیرہ اندوزوں نے اپنے ذخائر باہر نکالنا شروع کر دئے ہیں۔ اور منڈیوں میں غلہ زیادہ مقدار میں آنے لگا ہے۔ اور پنجاب بہاول پور اور سندھ کی صوبائی حکومتوں کو غلہ کی وصولیابی میں کافی کامیابی ہوئی ہے۔

طویل المیعاد اور قلیل المیعاد منصوبے

ملک میں غلہ کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی غرض سے صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت کی مدد سے متعدد زراعتی ترقیاتی اسکیموں پر عملدرآمد کرتی رہی ہیں۔ مرکزی خزانہ کی جانب سے تجدید زراعت کے لئے سال رواں کے بجٹ میں پانچ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی۔ جولائی کے آخری ہفتہ میں صوبائی بیناد پر "زیادہ غلہ اگاؤ" کانفرنس طلب کی گئی۔ اس میں ان اقدامات کا جائزہ لیا گیا جو صوبائی اور ریاستی حکومتوں نے اپنے متعلقہ علاقوں میں غلہ کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے سلسلہ میں کئے تھے۔

مزید برآں ملک کی موجودہ اور آئندہ غلہ کی ضرورت کا اندازہ لگایا گیا۔ اور پیداوار کی حدیں مقرر کی گئیں۔ اس کانفرنس میں آئندہ فصل ربیع کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے سلسلہ میں متعدد اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

خوف یا تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ گیہوں کی موجودہ قلت عارضی ہے۔ دراصل حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں۔ ان کے نتیجہ میں گیہوں کی دستیابی کی صورت حال کافی بہتر ہو چکی ہے۔ آنریبل خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان نے جب علی گڑھ خالد الصوبائی زیادہ غلہ اگاؤ کانفرنس میں اپنے افتتاحی خطبہ میں یہ اعلان کیا کہ اس سال گیہوں یا چاول کی قلت نہ ہو گی۔ تو موصوف کا اشارہ اس امر کی جانب تھا۔

توقع ہے۔ کہ ملکی غذائی صورت حال بہتر ہوتی جائیگی۔ اور جلد ہی ملک میں اتنا غلہ پیدا ہونے لگے گا۔ جتنا اس سے پہلے ہوا کرتا تھا۔

> صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے
>
> پنجاب۔ سندھ۔ سرحد اور بلوچستان کی حکومتوں نے بڑے بڑے شہروں اور کچھ دیہی علاقوں میں غذائی رسد بہم پہنچانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ مرکزی حکومت نے تمام کمی والے علاقوں کی ضروریات پوری کرنے کے مکمل انتظامات کر لئے ہیں۔

درخواست ہائے دعا

(۱) میری دو لڑکیاں عزیزان عارفہ سلمہا اور راشدہ سلمہا دونوں بعارضہ نمونیہ سخت علیل ہیں۔ عارفہ سلمہا کو ڈبل نمونیہ ہے۔ اور وہ ٹاٹا ہسپتال میں داخل ہیں۔ اور حالت نازک ہے۔ احباب ہر دو کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز جناب حمید الدین صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت جمشید پور کا بچہ بھی اکثر بیمار رہتا ہے۔ اور کمزور ہو گیا ہے۔ اس کے لئے بھی احباب دعا کریں۔ خاکسار محمد سلیمان امیر جماعت احمدیہ جمشید پور۔ (۲) ہمارا بچہ جمیل احمد طارق دانت نکالنے کی وجہ سے بخار وغیرہ میں مبتلا ہے۔ اور بہت کمزور ہو گیا ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ سعیدہ بیگم از لاہور

عقیدۂ ختم نبوت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد!

(از مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل (ربوہ)

ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں نے یہ کبھی نہیں سوچا۔ کہ ایک طرف ہم ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور دوسری طرف ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں ہو گا۔ اور وہ نبی ہوں گے۔ تو ان دونوں عقیدوں میں جوڑ اور رابطہ کیا ہے۔ اگر ختم نبوت کے فی الواقع یہ معنی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں آ سکتے۔ کیونکہ وہ نبی ہوں گے۔ حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق خان صاحب میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کا قول لکھا ہے۔ ومن قال لیسلب نبوتہ فقد کفر حقا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ بغیر نبوت کے آئیں گے۔ وہ کافر ہے۔ اور اگر ختم نبوت کے یہ معنی ہیں جیسا کہ علماء امت نے کئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آ سکتا۔ تو پھر احمدیوں کے عقیدہ پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے قائل ہیں۔ اس وجہ سے ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ان معنوں کی رو سے تو احراری اور دیگر معترضین بھی بڑے منکر ہوئے۔ افسوس ہے کہ احراری ٹائپ نے کا احمدیوں کو بلا وجہ ختم نبوت کا منکر قرار دیا۔ حالانکہ ہم احمدی ختم نبوت کے قائل ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ عقیدہ اپنی کتب میں جابجا تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بیعت لیتے وقت اس عقیدہ کا اقرار لیتے آئے ہیں۔ پھر نامعلوم ان لوگوں نے اتنا بڑا افترا احمدیوں پر کیوں کیا۔

احراری لیڈروں میں اگر دیانت ہے۔ تو پھر وہ یہ اعلان کریں۔ کہ ہم ختم نبوت کا عقیدہ مانتے ہوئے کسی نبی کی نبوت کے آنحضرت صلعم کے بعد قائل نہیں ہیں۔ اور نہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو مانتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو بھی کوئی بات بن سکیگی۔ لیکن موجودہ متناقض عقائد کی موجودگی میں ختم نبوت کا نعرہ لگانا تو محض دھوکہ بازی ہے۔ اور عوام کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے۔ کیا احراری علماء حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کا انکار کرینگے؟ ہرگز نہیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت تو ان معنوں میں ہے۔ کہ آپ نبی ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم کے غلام ہیں۔ آپکا مشہور شعر ہے

> برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
> جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اس شعر میں حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا غلام قرار دیتے ہیں۔ پس آپکی نبوت امتی نبوت ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا کیا مفہوم ہو گا۔ اور وہ دنیا میں آ کر کیا کام کریں گے؟ خدا فرماتا ہے۔ رسولاً الی بنی اسرائیل کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ وہ تورات پر عمل کرانے آئے تھے اگر وہ تورات انجیل پڑھانے آئیں گے۔ تو گویا مسلمانوں کو عیسائی بنانے آئیں گے۔ اور اگر قرآن سکھانے آئیں گے۔ تو قرآن انہوں نے سیکھا کہاں سے ہے۔ کیا کسی مولوی سے پہلے قرآن پڑھیں گے پھر لوگوں کو سکھائیں گے۔ اس صورت میں اس مولوی کو کیوں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ بھیج دیا جائے گا۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ خدا ان کو وحی کرے گا۔ اور قرآن دوبارہ نازل ہو گا۔ تو یہ امر مسلمانوں کے مسلمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ حدیث لاوحی بعدی کے ماتحت یہ ہے۔ کہ اب قیامت تک قرآن کے بعد وحی کا دروازہ بند ہے۔

فایھا الناس فکروا ھذا الامر وامضوا ان کنتم تعملون

اعلان

چوہدری غلام قادر صاحب ولد چوہدری الٰہی بخش صاحب موصی ۷۳۶۰ کی وصیت کی منسوخی کا اعلان الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہوا تھا اب چوہدری صاحب موصوف کی وصیت بحال کر دی گئی ہے۔ منسوخی وصیت کا اعلان کسی غلطی کی وجہ سے ہو گیا تھا۔

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی سخت تاکیدی فرمان

"مہدی کے ظہور کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے کہ اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے" (مسلم) یہ نہایت ہی سخت تاکیدی حکم ہے۔ احمدی جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچائے۔ اسکی آسان راہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے علاقہ کے تعلیمیافتہ لوگوں اور لائبریریوں کے پتہ روانہ فرمائیے۔ ہم یہاں سے انکو مناسب لٹریچر روانہ کر دیں گے۔

عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

بقیہ تقریر وزیر اعظم پاکستان

— صفحہ اول —

کی بقا کے لئے قرآن مجید کی وہ بنیادی تعلیم مضمر ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی۔ یہی وہ حبل متین ہے جسے مضبوطی سے پکڑنے کا ہمیں حکم ملا ہے۔ اگر یہ رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی تو قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔

دو مہلک خطرات

آنریبل وزیر اعظم نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ملک دو طریقوں سے تباہ ہوتے ہیں۔ بیرونی حملوں سے یا داخلی خلفشار سے۔ داخلی خلفشار بیرونی حملوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے کہ جب کسی ملک پر بیرونی حملہ ہوتا ہے۔ تو ملک کی تمام طاقتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتی ہیں۔ لیکن جب کسی ملک میں اندرونی خلفشار پیدا ہو جائے۔ تو اس کی تمام طاقتیں منتشر ہو جاتی ہیں۔ اور ملک بیرونی حملے کے بغیر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی ملک انتشار کی حالت میں آزادی کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔ پھر یہ امر بھی یاد رکھیئے کہ انتشار یکایک رونما نہیں ہوتا بلکہ اسکا زہر آہستہ آہستہ ملت کے جسم میں سرایت کرکے اعضا کو معطل کر دیتا ہے۔ اور ملت مردہ جسم کی طرح جانوروں کی خوراک بن جاتی ہے۔ اس زہر کی ابتدائی شکل یہ ہوتی ہے کہ ملت کے غیر ذمہ دار اور عاقبت نا اندیش عناصر عام بے اطمینانی پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی اس میں بیرونی دشمنوں اور ایجنٹوں کا ہاتھ بھی ہوتا ہے۔ پہلے فضول نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ پھر نہایت ہوشیاری سے ایسی خبریں اور افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔ کہ جس سے قوم میں بد دلی اور بے اطمینانی پیدا ہو۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں بھی غیر ذمہ دارانہ تنقید کا زور ہے۔ اس کا سلسلہ عام چائے خانوں سے لے کر فیشن ایبل سوسائٹی تک پھیلا ہوا ہے۔ بے جا نکتہ چینی عام مرض کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ عوام قومی کارناموں پر فخر کرنے کی بجائے مایوسی اور ہراس میں مبتلا ہو جائیں۔ اور ان کی قوت ارادی سلب ہو کر رہ جائے۔ آپ نے کہا جمہوری نظام میں تنقید کو بند کرنا جائز نہیں۔ لیکن یہ تنقید پوری ذمہ داری کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی خاص حکمت عملی محل نظر ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد محض تنقید پر ہی اکتفا نہ کیا جائے۔ بلکہ تعمیری مشورہ دیا جائے۔ اگر تنقید کرنے میں تخریب پیش نظر ہو۔ تو کوئی چیز بن نہیں سکتی۔ ہاں بنا بنایا کام ضرور بگڑ سکتا ہے۔ قوم کا ایک حصہ ایسا ہے۔ جسے حکومت کا نہ صرف کوئی فعل پسند نہیں بلکہ جسے پاکستانی زندگی میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ بعض کی تو یہ حالت ہے کہ بے اطمینانی پھیلانے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور شب و روز اسی خیال میں غلطاں و پیچاں نظر آتے ہیں کہ اب کل کیا حربہ استعمال کیا جائے۔ ان حالات میں کوئی معاشرہ اور کوئی نظام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے نتیجہ میں وہ فساد رونما ہوگا۔ کہ جس سے بچ نکلنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائیگا جو لوگ اس حربہ کو کھیل سمجھ کر اختیار کرتے ہیں انہیں میں کہونگا۔ لاتفسدوا فی الارض کی آیت یاد رکھیئے اور جولانی طبع کی خاطر پاکستان کو خطرے میں نہ ڈالیئے۔ افسوس! ملک میں ایسے داخلی اور خارجی دشمن پیدا ہو چکے ہیں، جو ایسی افواہیں پھیلانے میں مصروف ہیں۔ جو قوم اور ملک کے لئے سخت مضر ہیں۔ اس قسم کی افواہیں پھیلانے والے خواہ وہ اخباروں کے ذریعہ پھیلائیں یا زبانی ہی لوگوں تک پہونچائیں ہمارے دشمن ہیں۔ ان میں سے بعض لاقانونیت کو ہوا دیتے ہیں۔ کبھی حکومت کے خلاف کبھی وزیروں کے خلاف اور کبھی افسروں کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں۔ کبھی یہ افواہ پھیلاتے ہیں۔ کہ وزارت میں تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں وزیروں میں اختلافات ہیں۔ کبھی یہ اڑا دیتے ہیں کہ حکومت عوام کے لئے کچھ نہیں کر رہی۔ — کبھی فرقہ بندی کا زہر پھیلایا جاتا ہے۔ کبھی صوبائی عصبیت کو ہوا دی جاتی ہے۔ کبھی طبقاتی نفرت کے حق میں آواز بلند ہوتی ہے۔ میں تمام محب وطن پاکستانیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جب کبھی ایسی باتیں سنیں نہایت سختی سے ان کی تردید کریں۔ اور ایسی باتیں کرنے والے کو خواہ وہ کسی طبقہ سے بھی تعلق رکھتا ہو ملک اور قوم کا دشمن سمجھیں۔ جب تک عوام تعاون نہ کرینگے اس فتنہ کا سر کچلا نہ جا سکے گا۔

اخبارات کو تنبیہہ

دوران تقریر میں عزت مآب الحاج خواجہ ناظم الدین نے پریس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں اخبارات کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ بعض اخبارات اشاعت بڑھانے کی خاطر سنسنی پیدا کرنے والی خبریں شوق سے چھاپ دیتے ہیں۔ خواہ ان میں صداقت ہو یا نہ ہو میں ان سے کہوں گا کہ وہ اشاعت بڑھانے سے زیادہ پاکستان کی مضبوطی کو مد نظر رکھیں اگر عوام اور ہمارے اخبارات پاکستان کے مفاد کو ہر حال مقدم سمجھنے لگیں۔ تو بے اطمینانی اور ہراس پھیلانے والوں کے منصوبے خاک میں ملائے جا سکتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے

اسلامی تاریخ کے بعض عبرت آموز واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا حضرات تاریخ شاہد ہے کہ اندرونی اختلافات اور باہمی رقابتوں نے عظیم الشان اسلامی سلطنتوں کو ختم کر کے رکھ دیا۔ اگر پاکستان کو طفولیت ہی میں تفرقہ انگیز طاقتوں سے واسطہ پڑ گیا اور ہم ایسی طاقتوں کو بے اثر نہ کر سکے تو ظاہر ہے کہ حالات کسقدر نازک اور خطرناک ہو جائینگے۔

صوبہ پرستی اور طبقاتی منافرت

صوبہ پرستی کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم نے فرمایا میں نے بارہا صوبہ پرستی کے خطرہ کی طرف بھی توجہ دلائی مجھے خوشی ہے کہ اخبارات نے بھی میری تائید کی۔ اور سیاسی راہ نماؤں نے بھی اس بارے میں پوری پوری ہمنوائی کا ثبوت دیا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں بعض اوقات یہ اصول بھی فراموش کر دیا جاتا ہے۔ بعض عناصر امیروں اور غریبوں کے درمیان منافرت پھیلا رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کمیونسٹ ہیں۔ جو نہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں نہ خدا کو مانتے ہیں۔ وہ خدا اور مذہب کے مخالف ہیں لیکن کبھی کبھی اپنے کمیونسٹ پروپیگنڈے کو اسلامی لباس میں بھی پیش کرتے ہیں۔ میں تقریر و تحریر کی آزادی اور جمہوریت کی حمائت کرتا رہا ہوں لیکن ان کے غلط استعمال کا مخالف ہوں۔ حمائت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لاقانونیت کی اجازت دے دی جائے۔ اور دشمنوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ کہ وہ قومی آزادی کو خطرے میں ڈالتے پھریں۔

قانون کا احترام

عزت مآب الحاج خواجہ ناظم الدین نے جمہوری نظام کے تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ ہماری آزادی کی ابھی ابتدا ہے۔ ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ ہم جمہوری نظام کی بنیاد پر ایسی صحت مند روایات قائم کریں۔ کہ جو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں اگر بنیادی روایات ہی درست نہ ہوئیں۔ تو ان پر جو عمارت بھی تعمیر کی جائے گی۔ وہ ہرگز مضبوط نہ ہوگی۔ جمہوری حکومت کے مسلمہ اصول یہ ہیں کہ حکومت چلانے کی ذمہ واری جمہور کے منتخب نمائندوں کے سپرد کی جاتی ہے۔ انہیں ہٹانے کے اصول بھی پہلے سے طے شدہ ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ تشدد اور لاقانونیت کو فروغ نہ پانے دے۔ جمہوری نظام میں شکایات نمائندوں کے ذریعہ مجلس قانون ساز میں پیش کی جاتی ہیں۔ جلسہ کرکے عوام اپنی شکایات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ لیکن حکومت کو کوئی خاص طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور کرنے کے لئے تشدد استعمال کرنا جائز نہیں۔ اور نہ یہ درست ہے۔ کہ ایسے جلسے مظاہرے اور جلوس وغیرہ نکالے جائیں۔ جن سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ اس قسم کے مظاہرے اور جلوس یہ ظاہر نہیں کرتے۔ کہ قوم کی حمایت انہیں حاصل ہے ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نوبت قتل و غارت تک پہونچ جاتی ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ عوام ان لوگوں کی حمائت کریں جو قانون کا احترام کرانے اور امن برقرار رکھنے کے لئے مقرر ہیں۔ اگر پولیس کو اپنے پر اعتماد نہ رہے۔ اور وہ محسوس کرنے لگے کہ ادائے فرض میں اس کی حمائت نہ کی جائے گی۔ تو قانون کا احترام اور امن قائم نہ رہ سکے گا۔ اور ملک میں ابتری پھیل جائے گی۔ اگر پولیس کے افسروں کے خلاف جمہور کو ظلم یا رشوت وغیرہ کی شکایت ہو۔ تو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ بعد تحقیقات اس کا تدارک کریں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جب پولیس اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہو۔ تو اس کی پوری پوری حمائت کی جائے۔

دوران تقریر میں آنریبل وزیر اعظم نے آئین سازی دفاع۔ بیرونی تعلقات اور مسئلہ کشمیر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔

—•—•—•—•—

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۳